پہلی قسط

"زینب" ایک تجزیاتی مطالعہ

ابوالنصر، ریسرچ اسکالر شعبۂ عربی، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

مصر پر سلطان سلیم کے قبضے کے بعد وہاں علمی وادبی سرگرمیوں کو گہن لگ گیا اور وہ اپنی پچھلی رفتار ترقی کو برقرار نہ رکھ سکا۔ چونکہ عثمانی اتراک عرب نژاد نہ تھے، عربی زبان سے لگاؤ اور اس پر قدرت کے معاملے میں وہ عربوں سے کافی پیچھے تھے اور پھر سیاسی اور سماجی انتشار اور اضمحلال نے بھی علمی وادبی سرگرمیوں کو مزید سست رفتار بنادیا مگر ۱۷۹۸ء میں نیپولین کے حملے نے عربی زبان وادب کے مردہ جسم میں ایک نئی روح پھونکا اور اس میں ایک نئی حرکت اور توانائی پیدا ہوئی۔ نیپولین نے مصر میں مختلف علوم وفنون کو ترقی دینے کے لئے متعدد اکیڈمیاں قائم کیں اور متعدد اسکول مغربی طرز پر کھولے جسمیں اس نے انگریز اور فرانسیسی اساتذہ کا تقرر کیا، اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے طلباء کو یورپی ممالک بھیجا۔ اس طرح نیپولین کی کوششوں سے مشرق ومغرب کے درمیان اشتراک کی شکلیں ابھرنے لگیں، یورپ اور مصر کے درمیان فاصلے برابر کم ہوتے گئے۔ نہ صرف سائنسی علوم وفنون کے میدان میں بلکہ تہذیبی، سیاسی اور معاشرتی شعبوں میں بھی مغربیت کے آثار نمایاں ہونے لگے۔

نیپولین کا یہ حملہ اگرچہ ایک طرف مصریوں کے لئے غلامی کا پھندا تھا تو دوسری جانب عربی ادب کے جسم ناتواں کے لئے نئی روح کا پیغام بھی، یہی وہ پہلا موقع تھا جب مصری عوام یوروپین تہذیب کے قریب آئے اور انہیں علم وفن میں ہوئی جدید پیش رفت سے واقفیت حاصل ہوئی۔ نیپولین کے بعد محمد علی نے مصر میں سائنسی اور فنی علوم کا جال بچھادیا، اس نے اعلیٰ تعلیم کے حصول کے لئے طلباء کو بیرون ملک بھیجا، اس سلسلے میں طلباء کا جو گروپ فرانس گیا تھا

اس میں مصری فلاح رافع رفاعہ الطہطاوی بھی تھے جنھوں نے فرانسیسی افسانوں کا عربی میں ترجمہ کرکے واقعتاً عربی قصہ کو مغربی رنگ سے قریب تر کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔

مصر میں افسانہ نگاری کا باقاعدہ آغاز ۱۹۰۷ میں محمد مویلحی کی "حدیث عیسیٰ بن ہشام" کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد حافظ ابراہیم کی "لیالی سطیح" علی مبارک کی "علم الدین" اور المنفلوطی کی "العبرات والنظرات" نے افسانہ نگاری کو مزید آگے بڑھایا، ان ادبا کو اگرچہ افسانہ نگاری کے بنیادی اصولوں سے آگہی نہ تھی تاہم ان کا سب سے بڑا کارنامہ یہی ہے کہ انہوں نے عربی افسانہ گوئی کو افسانہ نگاری کے جدید اصولوں کے مبہم تصور کے ساتھ آگے بڑھانے کی کوشش کی اور اس کے لئے ایک مناسب زمین تیار کی، ان لوگوں نے اگرچہ فکر اور موضوع کے اعتبار سے یورپ سے کچھ فائدہ ضرور اٹھایا تھا لیکن جہاں تک ان کے اسلوب، اسٹائل اور زبان کا تعلق ہے تو وہ قدیم ادب کے مقلد نظر آتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ "حدیث عیسیٰ بن ہشام" میں ہمدانی کے کے مقامات کی جھلک ملتی ہے۔ منفلوطی نے ہمدانی اور حریری کے اسٹائل سے چھٹکارہ پانے کی کوشش کی لیکن اس پر المعری کی "رسالۃ الغفران" کا اثر نمایاں نظر آتا ہے۔ منفلوطی کے یہاں موضوعیت اور معنویت کا تقریباً فقدان ہے صرف جذبات کا مدوجزر ہے جو مرصع جملوں کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے۔

لیکن جب مصر میں فرانسیسی طرز نگارش متعارف ہوا اور جدید افسانہ نگاری کا وہ بیج جو فرانس سے آیا تھا پروان چڑھنے لگا تو مصری ادبا نے اپنے قدیم سرمایہ کی طرف دیکھا تو انہیں کافی مایوسی ہوئی کیونکہ ان کے قدیم سرمایہ میں کوئی ایسا قیمتی افسانوی اثاثہ نہ تھا جو مستقبل کے لئے راہ متعین کرسکتا چنانچہ وہ ادبا جو یورپ کی یونیورسٹیوں میں زیر تعلیم تھے اور کسی حد تک یورپ کے افسانوی ادب سے واقف ہو چکے تھے انہوں نے عربی افسانہ اور ناول کو یوروپی طرز نگارش سے متعارف کرانے کا ارادہ کیا چنانچہ محمد حسین ہیکل کا ناول "زینب" جدید افسانہ نگاری کا پیغامبر بن کر آیا[1] اس میں شاعرانہ تخیلات سے ہٹکر مصری سماج کو صحیح انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے

"زینب" ایک نوخیز دوشیزہ کے معصوم احساسات کی کہانی ہے جسکو سماج کے فرسودہ مراسم اور بے جان بندشیں گھلا گھلا کر مار دیتی ہیں۔ اسی طرح اس ناول کا دوسرا کردار حامد

THE ARAB NOVEL, AN HISTORICAL AND CRITICAL INTRODUCTION, ROGER ALLEN P, 31 -1

... خلاصہ کچھ یوں ہے:" زینب ایک دیہاتی دوشیزہ ہے قدرت نے اسے جہاں
... سے نوازا ہے وہیں اس کی قسمت میں غریبی کی لکیر بھی کھینچ دی تھی۔ وہ پیٹ کی آگ بجھانے
... دن بھر حامد کے والد محمود کے کھیتوں میں کام کرتی ہے۔ ادھر حامد کی
... بچپن میں اس کی چچا زاد بہن سے کر دی جاتی ہے، چھٹیاں گذارنے گھر آتا ہے تو اسکی
ملاقات زینب سے ہوتی ہے اور دونوں ایک دوسرے کو دل دے بیٹھتے ہیں۔ لیکن جب زینب
نے اس محبت کا انجام سوچا تو وہ اس نتیجے پر پہونچی کہ حامد سے قطع تعلق کر لینا ہی بہتر ہے کیونکہ
ان کا معاشرہ کسی بھی صورت میں انہیں شادی کے بندھن میں بندھنے کی اجازت نہیں
دے گا۔ چنانچہ وہ حامد سے قطع تعلق کر لیتی ہے اور اپنے ایک مزدور ساتھی ابراہیم سے پیار
کرنے لگتی ہے، ابراہیم بھی خود اس کا دیوانہ تھا۔ دونوں نے شادی کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن کسی
طرح کی خبر زینب کے والدین کو ہو جاتی ہے تو وہ غصے سے تلملا اٹھتے ہیں کیونکہ انہیں سماجی رسم
و رواج سے انحراف بالکل برداشت نہ تھا۔ چنانچہ انہوں نے زبردستی اس کی شادی حسن نامی
شخص سے کر دی۔ مگر زینب نے کبھی بھی حسن کو اپنا مجازی خدا نہیں سمجھا اور نہ ہی دل سے اس سے
محبت کی۔ وہ تو ہر وقت ابراہیم کی یادوں میں کھوئی رہتی ہے جو غریبی کی لعنت سے چھٹکارہ پانے
اور زینب کے باپ کی شرط پورا کرنے کے لئے سوڈان چلا جاتا ہے اور وہ اس بات سے
بے خبر کہ زینب کی شادی ہو گئی ہے اپنے کام میں معروف رہتا ہے۔ "زینب" ابراہیم کی یاد
اور محبت کو بھلا نہ سکی اور اس کی یاد میں تڑپ تڑپ کر جان دیدی۔ ادھر حامد بھی زینب
کی جدائی سے بڑا افسردہ اور بجھا بجھا سا رہنے لگا۔ زینب کے بغیر زندگی کی تمام خوشیاں اس کے
لئے بیکار تھیں بالآخر وہ بھی چپکے سے ایک روز گھر سے بھاگ جاتا ہے۔ ادھر ابراہیم شادی کا
خواب سجائے وطن واپس آتا ہے اور اسے سارے واقعات کا علم ہوتا ہے تو وہ بھی شدت
غم سے نڈھال ہو جاتا ہے۔"

(باقی آئندہ)